خدا کی رضا کے حصول کے لئے قرآنی تعلیم پر عمل کرنا ضروری ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ / مارچ ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

قرآن عظیم نے بہت سے مقامات پر اس بات کو بڑی وضاحت کے ساتھ، پوری طرح کھول کے بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہو تو اس تعلیم پر جو قرآن کریم لے کر آیا بنی نوع انسان کے لئے عمل کرنا ضروری ہے اور اگر کوئی شخص اس تعلیم سے اعراض کرے تو اسے یہ جاننا چاہیئے کہ وہ اپنی جان پر بڑا بُرا بوجھ لاد رہا ہے۔

قرآنی تعلیم جو ہے، دین اسلام جو ہے اس کی تعلیم ہماری زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے اور ہر احمدی کو ہر وقت چوکس اور بیدار رہ کر یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو اور اس کے بس میں ہو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکام پر چلے اور کسی ایک حکم کو بھی نظر انداز نہ کرے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے جو پڑھے ہوئے ہیں وہ بھی اور جو اتنا پڑھے ہوئے نہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے جو تعلیم قرآن کریم میں ہمارے سامنے پیش کی ہے اس کا علم ہو۔ اور علم تو سیکھنے سے آتا ہے۔ علم کو تو سکھایا جاتا ہے۔ یہی انسانی زندگی کی ریت ہے۔ علم تو دہرانے سے یاد رہتا ہے۔ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الذّٰريٰت:۵۶) علم تو خدا کے حضور عاجزانہ جھک کر اور تضرعانہ دعاؤں کے ساتھ حاصل کیا جاتا ہے، حقیقی علم۔

وعدے اور بشارتیں اور جزا اور اجر بڑا ہی عظیم ہے۔ جو احکام ہیں ان میں وسعت ہے

لیکن حرج نہیں۔ کوئی تنگی نہیں ہے۔ کوئی ایسا حکم نہیں قرآن کریم میں کہ جو انسان کر نہ سکے۔ ہر وہ حکم جو قرآن کریم نے دیا ہے ہر صحت مند انسان اسے بجا لا سکتا ہے۔ جو ایسے بیمار ہوں انسانوں میں سے، جو سمجھ ہی نہ سکیں۔ بعض انسانوں میں سے ایسے ہیں کہ ان کا دماغ خراب ہے مثلاً انہیں ہمارے محاورے میں مرفوع القلم کہتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی گرفت میں نہیں آتے لیکن وہ بیماریاں جو عارضی طور پر آتی ہیں ان میں یہ تعلیم، یہ عظیم قرآن جو ہے، یہ دین اسلام جو ہے وہ سہولتیں دیتا چلا جاتا ہے مثلاً نماز ہی کو لے لو۔ ہر شخص کے لئے، اگر کوئی جائز عذر نہ ہو، پانچوں وقت مسجد میں باجماعت ادا کرنا ضروری ہے لیکن اگر ایک شخص بیمار ہے وہ گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تو اس کو اجازت دی گھر میں پڑھ لو۔ اگر کوئی شخص بیمار ہے وہ کھڑے ہو کر نماز جس طرح ادا کرنی چاہیئے اس طرح ادا نہیں کر سکتا اسے حکم ہے کہ بیٹھ کے نماز پڑھ لو۔ اگر کوئی شخص اتنا بیمار ہے کہ بیٹھ کے نماز نہیں پڑھ سکتا اسے یہ اجازت دی گئی کہ تم نماز کے اوقات میں لیٹے ہوئے نماز ادا کر لو۔ اگر کوئی شخص اتنا بیمار ہے کہ لیٹ کے بھی اشارے نہیں کر سکتا تو اسے یہ کہا گیا کہ اپنے ذہن میں تقسیم کر لو قیام اور رکوع سجدہ اور قعدہ وغیرہ کو اور دعائیں کر لو تمہاری نماز جو ہے قبول ہو جائے گی۔ اگر نیت میں اخلاص ہو گا خرابی نہیں ہو گی۔ اگر کوئی شخص عارضی طور پر بے ہوش ہو گیا ہے۔ کئی ایسے ہیں جن کو مثلاً دس دن یا پندرہ دن یا بیس دن بے ہوشی کی حالت طاری رہتی ہے اسے یہ کہا گیا ہے کہ جب تمہیں ہوش آئے نمازیں شروع کر دو۔

روزہ ہے، بڑی برکتیں لے کر آتا ہے ماہ رمضان، حرج نہیں اس میں اگر کوئی شخص روزہ نہیں رکھ سکتا اسے اجازت دی گئی ہے کہ ان دنوں میں وہ روزہ نہ رکھے۔ آج کے زمانہ میں جو انسان یہ سمجھتا ہے کہ میں روزہ رکھ سکتا ہوں اس کو بھی کہا کہ تم روزہ نہ رکھو جب سفر پہ ہو۔ بعض لوگ کہتے ہیں سفر آسان ہو گئے سفر میں روزہ نہ رکھنے کا جو حکم تھا یہ اس زمانے میں تھا جب سفر مشکل تھا۔ انسان روزہ رکھ لے تو اس کے لئے بہت زیادہ تکلیف کا باعث بن سکتا تھا۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جس اللہ تعالیٰ نے مشکل سفر کے زمانہ میں یہ حکم نازل کیا وہ اس آسانی کے زمانہ کو اسی طرح جانتا تھا جس طرح اس زمانہ کو وہ جانتا تھا۔ جانتا تھا اور سب کچھ جانتے ہوئے اس نے یہ رعایت دی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی دی

ہوئی رعایتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتا اس کے اندر تکبر ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں اپنے زور کے ساتھ خدا تعالیٰ کو راضی کر سکتا ہوں جہاں اللہ تعالیٰ نے رعایت دی ہے، رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ تو اس میں تو شک نہیں کہ قرآنی تعلیم اپنے احکام کے لحاظ سے اور پھر جو آگے ان کی شاخیں نکلتی ہیں اس لحاظ سے بڑی وسعت رکھتی ہے لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ جو اسلامی تعلیم ہے اس کا کوئی ایک حکم انسانی زندگی کے کسی ایک لمحہ میں بھی ایسا نہیں جو اس کے لئے حرج کا، تکلیف کا باعث ہو، دکھ کا باعث ہو۔ اس واسطے کہ استثنائی حالات میں جو دکھ بن سکتا تھا یا اس شخص کے لئے بوجھ بن سکتا تھا اس کو رعایت دے دی۔ جہاں انسان نے اپنے حق کو نہیں پہچانا وہاں اللہ تعالیٰ نے اس کے حق کو پہچانا اور اسے رعایت دی قرآن کریم کے بعض احکام ایسے ہیں جو بنیادی ارکان ہیں لیکن ہر حکم جو خدا تعالیٰ کا ہے اطاعت کے لحاظ سے وہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا نماز پڑھنا۔ یعنی اگر کوئی دماغ یہ سوچتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت بعض احکام میں تو ضروری ہے اور بعض احکام کے لحاظ سے ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے باغی ہو کے کھڑے بھی ہو سکتے ہیں اور وہ ہمیں کچھ نہیں کہے گا۔ ایسے دماغ کو بیمار دماغ یا فاسق دماغ کہا جا سکتا ہے یا منافق دماغ کہا جا سکتا ہے یا غیر مومن دماغ کہا جا سکتا ہے لیکن ایسا دماغ نہیں کہا جا سکتا جو خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والا ہو۔ خدا تعالیٰ تو ہر وقت رحم کرنے کے لئے، برکتیں نازل کرنے کے لئے تیار ہے مگر جن نالیوں سے وہ آپ تک اپنی برکتیں پہنچانا چاہتا ہے ان نالیوں کو اپنے منہ میں لو۔ جس طرح وہ Straw نکل آیا ہے بوتلیں پینے کے لئے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رستے بنائے ہوئے ہیں اپنی رحمتوں کو نازل کرنے کے لئے۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ لَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا (النسآء:۱۰۶) کہ جو خائن لوگ ہیں ان کی طرف سے وکالتیں نہ کیا کرو سفارشیں نہ لے کے جایا کرو۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے اس معاشرے میں شاید کسی کو یہ پتا ہی نہیں کہ قرآن کریم کا یہ حکم بھی ہے۔ اس کثرت کے ساتھ اس حکم کو توڑا جا رہا ہے۔ قرآن کریم کا یہ حکم تھا کہ مجھے بھی اتنی بلند آواز سے نہ پڑھنا (قرآن عظیم کو بھی) کہ تمہارے ہمسائے کو یا کسی اور کو تکلیف پہنچانے والا ہو۔ کوئی پرواہ ہی نہیں کرتا۔ قرآن کریم کا حکم تھا کہ مجھے تیزی سے نہ پڑھنا اس کا فائدہ کوئی نہیں حقیقت یہ ہے کہ قرآن کوئی تعویذ تو نہیں ہے۔ کوئی جادو تو نہیں

ہے۔ یہ تو وعظ ہے، یہ ایک نصیحت ہے، ایک تعلیم ہے، یہ ایک حکمتیں بتانے والا مذہب ہے۔ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (المزمل:۵) کی مفسرین نے تفسیر کی ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس طرح پڑھو کہ صرف لفظ لفظ نہیں بلکہ ہر لفظ کا ہر حرف جدا جدا تمہارے ذہن میں حاضر ہوتا چلا جائے آرام کے ساتھ، سوچتے ہوئے اس کی تلاوت کرو، موقع دو سننے والے کو کہ وہ بھی سوچے اور اس پر غور کرے۔

ہوا میں صوتی ارتعاش پیدا کرنا ثواب نہیں دل اور روح کو گرما دینا اور ہلا دینا یہ ثواب ہے اور اسی کے لئے آیا ہے قرآن کریم۔ پس کوشش کریں کہ ہر اس راہ سے آپ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والے ہوں جس راہ سے خدا آپ پر فضل کرنا چاہتا ہے اور تمام وہ احکامِ قرآنی جو ہمارے سامنے رکھے گئے ہیں اور پھر ان کے جو مختلف پہلو اور زاویے ہمیں چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں اس لحاظ سے ہم اپنی زندگی کو گزارنے والے ہوں۔ ہمسائے کے ساتھ سلوک ہے۔ گرے ہوئے کو اٹھانا ہے۔ دکھوں کو دور کرنا ہے۔ ہر شخص کی عزت کرنی ہے۔ انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا۔ انسان کے کسی حصے کو بھی اس دائرے سے جو اشرف المخلوقات کا دائرہ ہے باہر نہیں نکالا اسلام نے، خواہ کتنا ہی علمی لحاظ سے، دینی لحاظ سے کمزور ہو۔ مثلاً بت پرست جو افریقہ کے جنگلوں میں رہتے ہیں اور بالکل کوئی تہذیب بھی نہیں ان کی لیکن انسان ہونے کے لحاظ سے، انسانی شرف کے لحاظ سے ان کی بھی عزت کی مسلمانوں نے لیکن اب ویسے تو نہیں رہے وہ، تنزل کا دور ختم ہو گیا۔ اب پھر ''اسلام'' کے دائرہ اسلامی میں داخل ہو گئے۔ اسی پیار کے نتیجے میں، اس بات کی وجہ سے کہ ان کو کسی آنکھ میں اپنے لئے عزت اور شرف کا جذبہ نہیں نظر آیا سوائے مسلمان کی آنکھ کے۔ جب میں ۷۰ء میں گیا ہوں افریقہ تو میں نے بڑے دکھ سے محسوس کیا کہ افریقن محبت کا بھوکا ہے جب میں نے ایک افریقن بچے کو اٹھا کے گلے لگایا اور پیار کیا تو وہ ہزاروں کا مجمع جس نے مجھے اس بچے کو پیار کرتے دیکھا خوشی کی ایک ایسی لہر فضا میں پیدا ہوئی کہ میرے کانوں نے ان کی خوشی کی آواز کو سنا۔ میری آنکھوں نے ان کے چہروں کو دیکھا جن پر خوشیاں مچل رہی تھیں۔ ایک دورے سے واپسی پر لندن کے ائر پورٹ پہ ایک افریقن ملک کے وزیر آئے ہوئے تھے جو واپس جا رہے تھے۔ وہ بھی انتظار کر رہے تھے اپنے

جہاز کا۔ ان کے ساتھ ان کے ملک کا سفیر تھا جو انہیں چھوڑنے آیا ہوا تھا اور ایک سفیر کا بیٹا تھا۔کوئی بارہ سال کا ہوگا ہمارے دوست جو وہاں موجود تھے ان کو خیال آیا ایک کو پھر اوروں کو کہ نوٹ لے آئے کہ اس پر دستخط کر دیں ہم رکھیں گے اپنے پاس اس نے دیکھا وہ بھی لے آیا۔ خیر میں نے دستخط کر کے اس کو دیا لیکن اس کے علاوہ میں کھڑا ہوا اور میں نے اس سے معانقہ کیا اس بچہ کو پیار کیا جب یہ اعلان ہوا کہ جہاز تیار ہے آ جائیں اس جہاز کے مسافر جو وزیر تھے وہ میرے پاس پھر آ گئے (پہلے مل کے جا چکے تھے) اور اس بات کا شکریہ ادا کرنے کے لئے آئے کہ آپ نے ہمارے بچے کو پیار کیا اور اتنے جذباتی تھے کہ ان کے ہونٹ پھڑ پھڑا رہے تھے اور آواز نہیں نکل رہی تھی تو دنیا نے قرآن کریم کی تعلیم پر عمل نہ کر کے بڑے دکھ اٹھائے ہیں۔ یہ جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ دنیا کو ان دکھوں سے نجات دلانے کی کوشش کرے اور جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ اپنی زندگی میں، اجتماعی زندگی میں کسی کو دکھ نہ پہنچائے بلکہ جس طرح بنیان مرصوص ہوتی ہے ہر شخص اپنی جگہ کام کر رہا ہے، دعائیں کر رہا ہے، خدا تعالیٰ کے حضور جھکا ہوا ہے، خدا سے اس کی برکتیں حاصل کر رہا ہے اور اس کا تعلق اپنے بھائی کے ساتھ محبت کا ہے اور پیار کا ہے جہاں موقع کسی کو ملتا ہے خدا کو خوش کرنے کے لئے اپنے اخلاق کے حسن کے جلوے اس کو دکھاتا ہے۔ ایک ایسا معاشرہ پیدا کرو جو آج کی دنیا کے لئے مثالی معاشرہ بن جائے اور دنیا مجبور ہو جائے اس کو دیکھ کے اسلام کی طرف آنے پر۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقام کو سمجھنے اور قرآن کریم کی عظمتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۸؍مارچ ۱۹۸۱ء صفحہ ۳ تا ۵)